غنی
اور
علیؑ

حکیم سید محمود گیلانی

کتاب کا نام: اوم اور علیؑ

مولف: محقق عصر، علامہ سید محمود گیلانی

اشاعت: جنوری ۱۹۹۶ء

تعداد: دو ہزار

ہدیہ: Rs10/=

ناشر: طٰہٰ پبلشنگ سینٹر

ملنے کا پتہ

عباس بک ایجنسی

درگاہ حضرت عباسؑ رستم نگر لکھنؤ 3 (انڈیا)

فون نمبر:2647590 موبائل نمبر:9415102990

فہرست

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۱-	عرض ناشر	۵
۲-	پیش لفظ	۷
۳-	اوم اور علیؑ	۹
۴-	اوم کے معنی	۱۰
۵-	اوم کا تجزیہ	۱۲
۶-	براہتھ رشی کی پیشین گوئی	۱۳
۷-	براہتھ رشی کی پیشین گوئی کا مطلب	۱۸
۸-	اوم کے معنی کی تشریح	۲۰
۹-	اوم ۔ حیدرؑ ہے	۲۳
۱۰-	حیدرؑ	۲۵
۱۱-	اسم حیدرؑ، قاتل اژدر	۲۶
۱۲-	چینی اوم کی حقیقت	۲۷
۱۳-	غور طلب امور	۲۸
۱۴-	لفظ اوم کے متعلق ایک دل چسپ مکالمہ	۳۲
۱۵-	تجزیہ	۳۷

ظن وریب سے بالکل خالی ہے۔ اور آپ اپنی وضاحت کہ ـــــ وہ "راجکمار" پوتر استھان (پاک مقام) اور بڑے مندر (کعبہ) میں ولادت فرمائے گا۔ اور وہ قاتل اژدر[۱] ہوگا۔

پھر اس "راجکمار" کو ایشور کا ہاتھ۔ پرماتما کا مکھڑا۔ بھگوان کی شکتی والا۔ دھرتی کا باپ اور سورج کو پلٹنے والا بھی کہا گیا ہے اور آخر میں یہ بھی ظاہر کر دیا گیا ہے کہ جس طرح خدا کے اور اس کے رسول محمدؐ کے بہت سے نام ہیں اسی طرح محمدؐ بادشاہ کے ولیعہد اور جانشین کے بھی متعدد نام ہوں گے۔ جنمیں اس کا ایک نام "ادم" بھی ہے۔

اُدم کے معنی کی تشریح :۔ مذکورہ حقائق کی روشنی میں اب آپ سراغ لگائیے کہ۔

۱ :۔ خدا کا ہاتھ ـ یَدُ اللہ ـــ کون ہے ؟ اور یَدُ اللہِ فوق الجماعۃ قرآن پاک نے کس کی شان میں کہا ہے؟

---

[۱] ۔ زمانہ حال کی ماڈرن ریسرچ متعلقہ سائنس، میڈیکل سائنس، کیمسٹری اور علم الاشجار والاحجار کے ماہرین ومجربین نے اپنے تجربات ومشاہدات کی بنا پر ثابت کیا ہے کہ اشجار واحجار بھی انسانات وحیوانات کی طرح جان اور زندگی رکھتے ہیں۔ وہ ہر اچھی اور بری بات محسوس کرنے اور رنج و راحت، خوشی اور غم سے متاثر ہوتے ہیں۔ لہٰذا جو منکرین شانِ رسالت و امامت اشجار واحجار کی سجدہ ریزی اور قوت گویائی سے انکار کرتے ہیں اور معجزات نبیؐ کو بنگاہ اشتباہ دیکھتے ہیں وہ ڈاکٹر واگل (جرمنی)، ڈاکٹر موسٹ فاروسی (پروفیسر جیفرسن (برطانوی)، پرنسپل گیمران (فرانسیسی) اور مسٹر ڈورلن (امریکی) کے فلسفیات اور نظریات اور مشاہیر فلاسفہ عرب وعراق کے مصنفات پڑھیں اور اب تو پاکستان کے ایگریکلچر ڈیپارٹمنٹ نے بھی اشجار کا ذی حس اور باشعور ہونا ثابت کیا ہے۔ لاہور۔ لائل پور۔ کوئٹہ وغیرہ میں ایسے کئی تجربات ہو چکے ہیں۔ (گیلانی)

۲ـ پرماتما کی شکتی ـــ یا ـــ خدا کی طاقت قُوَّۃُ اللہ کسے کہا گیا ہے؟

۳ـ دھرتی کا باپ ـــ ابوتراب ـــ کس کو کہا گیا ہے ؟

۴ـ ودّیا اور مہتم کی گذرگاہ۔ بَابُ العِلمُ والحِکمۃ کس کی فضیلت میں آیا ہے؟

۵ـ ایشور کا مکھڑا یا چہرہ ـــ وَجہُ اللہ ـــ کس کا خطاب ہے اور اس کے ساتھ یہ بھی تلاش کیجئے کہ :۔

ـــ کعبہ میں کس کی ولادت ہوئی ؟

ـــ طفلی میں اژدر کو چیر کر کس نے دو ٹکڑے کیا ؟

ـــ ڈوبے ہوئے سورج کو پلٹانے والا کون ہے ؟ رسولؐ اللہ کی حدیثوں کو دیکھئے۔ تاریخ اسلام کے ورق الٹیے۔ آثارِ صحابہ پر نگاہ ڈالئے۔

ـــ تابعین۔ تبع تابعین۔ آئمہ شیعہ، اہلسنت ـــ اور دیگر لاتعداد علماء[۲] وفضلا کے فرمودات وتحریرات پر نظر جمائیے۔ آپ کو اس کا ایک ہی جواب ملے گا کہ مذکورہ اوصاف[۱] محاسن، مکارم ومحامد کا سرمایہ دار علیؑ ابن ابی طالب کے سوا کوئی اور ہرگز نہیں ہو سکتا ـــ جو معنی "ادم" کے لئے گئے ہیں۔ ان معانی کا اطلاق صرف علیؑ پر ہوتا ہے۔

اس جانشین رسولؐ۔ نائب محمدؐ مولائے کائنات کا یہ اعجاز اور یہ کرشمہ کسقدر استعجاب انگیز ہے کہ جس طرح[ع]

---

[۱] ۔ مہاراجہ رام چندر جی۔ شری کرشن اور مہاتما بدھ کی پیشنگوئیوں میں بھی جناب علی المرتضیٰؑ کے ایسے ہی اوصاف و مکارم مرقوم ہیں وضاحت کے لئے دیکھئے خاکسار کا رسالہ "ایلیا" شائع کردہ معارف اسلام۔

[۲] ۔ علامہ فاز لی، جواحناف کے جید عالم۔ مورخ اور سیرت نگار ہیں۔ تحریر فرماتے ہیں :۔ حضرت علیؑ میں ایک خدائی طاقت تھی۔ اس لئے کئی مافوق البشری اعمال وافعال آپ سے انجام پذیر ہوئے۔ یہ خوارق عادت، انسانی قوت سے بالاتر ہیں۔ جیسا کہ خیبر وخندق کے واقعات۔ بدر و احد کے فتوحات اور ان کے بچپن اور جوانی کے حالات میں ان کے کرشمات اور معجزات سامنے آتے ہیں۔" (تاریخ فتوحات عرب) (گیلانی)۔

یہ ہنام خدا ہے ۔ یعنی ۔ اللہ کا نام بھی علی اور اس کے ولی کا نام بھی علیؑ ۔ اسی طرح سنسکرت اور عربی (خصوصاً عربی کوفی) میں اس کا اسم مبارک " علیؑ " قریباً ایک ہی جیسے رسم الخط میں لکھا جاتا ہے ۔ حالانکہ کہاں سنسکرت اور کہاں عربی[1] مگر اللہ پاک کو اپنے ولیٔ پاک کا معجزہ دکھانا تھا کہ اس نے اوم کے سنسکرت لفظ ۔ اور ۔ علیؑ کے عربی لفظ کی صورت و شکل میں ایک گونہ مشابہت اور مماثلت پیدا کردی چنانچہ سنسکرت میں "اوم" کو ॐ کی شکل میں لکھتے ہیں اور عربی کوفی رسم الخط میں علیؑ کو عـلی کی صورت میں لکھا جاتا ہے۔ آپ دونوں الفاظ " اوم " سنسکرت ۔ اور " علی " عربی کوفی کی شکل و صورت کو بغور دیکھئے۔ " اوم " کو ॐ اور " علی " کو اوم پڑھا جا سکے گا۔ یوں بھی دونوں زبانوں کے الفاظ کا تجزیہ کرکے دیکھ لیجئے۔ (عـلی) فرمایئے کیا بنا؟ علی یا اور کچھ ؟ علاوہ بریں۔ اگر حجازی، نجدی، تہامی، مصری رسم الخطوں کو ہی لیا جائے تو بھی تھوڑے سے فرق کے ساتھ (وہ بھی صرف ایک دندانے کا فرق) اور علی کے الفاظ آپس میں ملتے جلتے ہیں۔ مثلاً سنسکرت کا اوم ॐ اور عربی کا عـلی بتائے کوئی خاص فرق ہے؟ ــــ کچھ بھی نہیں!

بعض ہندو حضرات جو " اوم " کو ہندی میں ॐ لکھتے ہیں۔ یہ سنسکرت کا مستند اور قدیم رسم الخط نہیں۔ بلکہ[2] بھاشا رسم الخط ہے۔ صحیح سنسکرت رسم الخط میں " اوم " کی شکل وہی ہے جو اوپر درج ہے۔

---

[1] ۔ شاستروں میں برہما جی سے ایک منتر منسوب ہے وہ کہتے ہیں: ۔

" بڑے رشی کا بھراتا (یعنی رسول اعظم کا بھائی) جب چمتکار دکھائے گا۔ تو اس کا نام ایشور پرماتما کا نام ہوگا۔ اور اس کی جنم بھومی (پیدا ہونے کی جگہ) ایک تپ کی جگہ (عبادت گاہ) بن جائے گی۔ (ابھیاس شاستر منتر ۱۲ کنڈل ۵) (گیلانی)

[2] سنسکرت اور بھاشا کا ایک فاضل مہاشے رام دتّال چوپڑہ بھی اس بات کا معترف ہے کہ ہندی کے ادم ॐ

(باقی اگلے صفحہ پر)

اسی طرح کاٹھیاواڑ کی گجراتی، مرہٹی زبان، بنگالی زبان، آسامی زبان اور برہمی زبان میں بھی بالکل معمولی اختلاف کے ساتھ "ادم" کو اسی طرح لکھتے ہیں جس طرح سنسکرت میں لکھا جاتا ہے۔

اوم حیدر ہے۔

ایک اور عجیب بات سنئے کہ چینی اور جاپانی میں " اوم " کو " آوم " یا " آہوم " یا " اوہم " لکھتے ہیں۔ ایک یوروپین مورخ اور مستشرق ڈاکٹر ایڈورڈ ولیم نے لکھا ہے کہ :۔

" چین اور جاپان کے لوگ ہر کام شروع کرتے وقت آوم یا آہوم یا اوہم لکھتے ہیں۔

(پچھلے صفحہ کا باقی)

اور سنسکرت کے اوم عـلی کی جداگانہ صورتیں ہیں اور اوم کی اصل شکل وہی ہے جو سنسکرت رسم الخط میں لکھی جاتی ہے۔ مہاشے مذکور نے یہاں تک تحریر کیا ہے کہ " بھاشا یا ہندی رسم الخط میں " اوم " آٹھویں یا نویں صدی بکرمی میں لکھا جانے لگا " (تفصیل و توضیح کے لئے مہاشے مذکور کی کتاب " دیدگیان " شائع کردہ " جنک دھارمک پستکالیہ دہلی؛ مطبوعہ نریندر ٹائپ پریس دہلی۔ مطالعہ فرمائیں)

مہاشے رام دتّال مذکور کا مندرجہ فقرہ " بھاشا یا ہندی میں ادم آٹھویں یا نویں صدی بکرمی میں لکھا جانے لگا " [illegible] معنی خیز اور غور طلب ہے۔ کیونکہ یہی زمانہ مسلمانوں کی ہندوستان میں مستقل اقامت اور قیام حکومت کا ہے۔ [illegible] ممکن ہے، ہندوؤں کے حاسد اور متعصب عالمانِ مذہب، پنڈتوں، گیانیوں، وِدوانوں، شاستریوں، ودیارتھیوں [illegible] نے جب سنسکرت کے لفظ " اوم " کو عربی کے لفظ " علی " کے ہم شکل و صورت دیکھا۔ تو انھوں نے اس کی شکل و صورت میں تبدیلی کرنے کے لئے ادم کا ملفظ اور رسم الخط بھی بدل دیا۔ جس کا ثبوت کلکتہ کے راما سوامی [illegible] کی ایک تحریر مندرجہ انگریزی ماہ نامہ ــــ "VEDICISM" (ویدک ازم) سے بھی ملتا ہے۔ ([illegible] ماہ مئی ۱۹۲۳ء) اس سے معلوم ہوا کہ سنسکرت کے ادم کی شکل بھاشا رسم الخط میں مذہبی عناد کی بنا پر ادا کی گئی ہے۔ (گیلانی)

اور جب ان سے پوچھا جائے۔ کہ ان الفاظ کا مطلب کیا ہے۔ تو وہ جواب دیتے ہیں کہ "یہ ایک بہت بڑی بزرگ ہستی کا نام ہے جو خدائی طاقت رکھتی ہے۔"

یہی مورخ رقمطراز ہے کہ :۔

" قدیم ترین جاپانی زبان میں مذکورہ الفاظ (آدُم۔ آہوم) کو ایسی شکل وصورت میں لکھا جاتا تھا کہ اس سے عربی کا لفظ حیدر بن جاتا تھا۔ لیکن آجکل وہ طرز تحریر متروک ہو چکا ہے۔" (ماخوذ از رسالہ تقویم پارینہ" مولفہ محمد سلطان خاں رامپوری)

اس سلسلہ میں مسٹر ڈی۔ ایچ۔ ایکے دولف آف جرمنی سیاح مشرق نے زیادہ وضاحت سے کام لیا ہے وہ اپنی کتاب میں جس کا ترجمہ انگریزی میں لندن کے پروفیسر جارج ایمرسن نے ہسٹوریکل سوسائٹی کے زیر اہتمام۔ "TRAVELING OF EASTERN COUNTRIES" (مشرقی ممالک کی سیاحت) کے نام سے کیا تھا۔ یوں ارقام کرتا ہے:۔

" میں نے چین اور جاپان کی سیاحت کے وقت وہاں جو عجیب وغریب چیزیں دیکھی ہیں۔ ان میں اہل جاپان کا ایک نرالا قدیم لفظ بھی ہے جو ان کی نہایت پرانی تحریرات میں ملتا ہے۔ وہ لفظ۔ آدُم یا آہوم" ہے جس کو بعض جگہ "اوہم" بھی کہا جاتا ہے۔ اور یہ لفظ سنسکرت کے لفظ "ادم" کے بالکل ہم معنی وہم مطلب ہے۔ میں نے ٹوکیو (دارالخلافہ جاپان) کے عجائب خانہ میں جب ایک قدیم کتاب کے سرورق پر یہ لفظ لکھا دیکھا تو میں نے میوزیم (عجائب گھر) کے سپرنٹنڈنٹ سے اس کی وضاحت چاہی۔ اس نے جواب دیا کہ یہ ایک مقدس ومتبرک لفظ ہے جو کسی عظیم الشان، جلیل القدر ہستی کا واجب الاحترام نام ہے۔ سپرنٹنڈنٹ مذکور نے بتایا کہ یہ لفظ اگرچہ آجکل قدیم رسم الخط میں نہیں لکھا جاتا۔ اور اس کا طرز تحریر تبدیل کر دیا گیا ہے۔ لیکن پڑھنے اور بولنے میں اس کا صوتی انداز وہی ہے جو آج سے پانچ ہزار برس پہلے تھا۔

"یعنی " آدُم یا آہوم" جس کو چین میں "ادہم" کہتے ہیں۔"

سیاح موصوف مسٹر ڈولف نے پوچھا کہ وہ کون عظیم وجلیل ہستی ہے، جس کا نام آہوم یا آدُم یا ادہم" ہے؟ تو میوزیم کے سپرنٹنڈنٹ نے جواب میں کہا:۔

" دنیا کا ایک بہت ہی بڑا اور بہت ہی عزت وعظمت والا پیغامبر ہے۔ جس کے ماتحت دنیا کے تمام رسول اور راہنما ہیں اس کو " مہ میتا" کہتے ہیں۔ اس پیغامبر کا ایک بہت ہی عالیمرتبت "پرنس اور منسٹر" "PRINCE AND MINISTER" یعنی شہزادہ ولیعہد اور وزیر ہے۔ جس کا نام " آدُم۔ آہوم یا ادہم" ہے۔ قدیم ترین جاپانی کتابوں میں لکھا ہے کہ اس آدُم یا آہوم کے قبضہ میں سورج اور زمین ہے۔ وہ سورج کو جہاں چاہے لے جا سکتا ڈبو اور چڑھا سکتا ہے اور زمین اور اس کی کُل اشیاء اس کے اختیار میں ہیں۔ اس افضل واعلیٰ پیغامبر کا یہ وزیر اور ولیعہد قلعوں کو توڑنے والا۔ جنگوں کو فتح کرنے والا۔ بڑے بڑے سرکش اور شہ زور پہلوانوں کو چشم زدن میں ہلاک کر سکتا ہے۔"

مذکورہ سیاح رقمطراز ہے کہ "قدیم ترین جاپانی میں " آدُم یا آہوم" کو یوں لکھا جاتا تھا۔

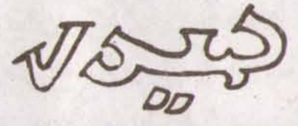

جس کی شکل عربی کے لفظ حیدر کے مانند بن جاتی ہے۔

"جاپانی لوگ اب بھی ایسے لفظ کو دیکھتے ہی ایک ہاتھ بلند کر کے اس کو سلام کرتے اور نہایت ادب واحترام سے سر جھکا دیتے ہیں۔ جاپان کے ایک مشہور مندر کی دیوار پر یہ لفظ سنہری حروف میں لکھا ہوا ہے۔ جس کو سجدہ کیا جاتا ہے اور ایک خاص تہوار کے دن اس پر عطر چھڑکا جاتا ہے۔ ایک اور تقریب میں اس لفظ کو سجدہ وسلام کرنے کے علاوہ منہ کو خوشبو لگا کر بوسہ دیا جاتا ہے۔"

اسم حیدرؑ۔ قاتلِ اژدر

اپنی اسی کتاب میں مسٹر ڈولف سیاح مشرق ایک مقام پر لکھتا ہے :۔

میں نے بعض جاپانی عالموں بلکہ کالجوں کے گریجویٹوں سے یہ حیرت انگیز بات سنی ہے کہ ان کا خیال ہے کہ اگر یہ لفظ (آوَم یا اوہم۔ یعنی حیدرؑ) کسی موذی سانپ یا عظیم الجثہ اژدھے کو نظر آجائے تو وہ فوراً ہلاک ہو جاتا ہے۔ چنانچہ ایک جاپانی فاضل مسمی "توکن پاک کی" نے مجھے بتایا کہ ایک دفعہ ہمارے معبد (مندر) میں ایک بہت بڑا ناگ گھس آیا۔ اس وقت پجاری عبادت میں مصروف تھا۔ جونہی لوگوں نے اسے دیکھا وہ سخت خوفزدہ ہوئے اور بہت سے آدمی اس کی شکل دیکھ کر اور پھنکار سن کر بھاگ گئے ۔۔۔ دیوارِ معبد پر لکھے ہوم 'آوَم' کا لفظ اس وقت نقاب پوش تھا۔ یعنی اسے ریشمی کپڑے سے ڈھانپا ہوا تھا۔ پجاریوں میں سے بعض کو معلوم تھا کہ اس لفظ کو دیکھتے ہی افعی اور اژدر کی ہلاکت عمل میں آتی ہے۔ انھوں نے جرأت کر کے اس لفظ پر سے کپڑا اتار دیا جب اس پُر ہیبت سانپ کی نظر اس لفظ پر پڑی، اسی وقت ہلاک ہو گیا یہاں تک کہ اس کا گوشت دیکھتے ہی دیکھتے گل گیا اور ہڈیاں جدا ہو گئیں۔"[1]

(ٹریولنگ آف ایسٹرن کنٹریز مصنفہ ڈی ایچ ایکے ڈولف مترجمہ پروفیسر جارج ایمرسن شائع کردہ یونیورسل بکس ایسوسی ایشن لندن۔ انگلینڈ)

---

[1] ۔ ہندستان ہی کے مشہور شہر گوالیار میں ایک سادھو ہے جو پانچ مرتبہ "حیدر" کا نام لے کر سانپ پر پھونک مارتا ہے تو سانپ مرجاتا ہے۔ اور اسی مقدس نام کو مار گزندہ پر دم کرتا ہے تو سانپ کا زہر اتر جاتا ہے۔

(اخبار دیش سیوک دہلی ۳/۴۲ ۲۷)

چینی اوم کی حقیقت

پادری این۔ جے۔ ایل۔ جیکب جوردمن کیتھولک سوسائٹی واشنگٹن (امریکہ) کی طرف سے چین میں مسیحی مبلغ ہے۔ ایک عیسائی رسالہ میں اپنی سرگرمیوں کے حالات لکھتے ہوئے چینیوں کے مذہبی رجحانات اور ان کے عقائد کے متعلق یوں بیان کرتا ہے :۔

"چینی لوگ اپنے بدھ دھرم پر سختی سے کاربند ہیں۔ ان کے معتقدات کو متزلزل کرنا اور ان کو ان کے مذہب سے چھڑانا کوئی آسان بات نہیں۔ اگر کسی مذہبی مسئلہ میں لاجواب بھی ہو جائیں تو ظاہر طور پر وہ ہاں میں ہاں ملائینگے مگر باطنی طور پر وہ اپنے عقیدے و مسلک پر جوں کے توں قائم رہیں گے۔"

اہل چین کے بہت سے اعتقادات اور مذہبی مسائل بڑے عجیب النوع اور حیرتناک ہیں۔ ۔ ۔ ۔ وہ ایک لفظ "اوہم" کو بڑا مقدس و محترم مانتے ہیں اور اپنے عبادت خانوں میں اس کو لکھتے ہیں۔ کسی کام کی ابتدا کے وقت بھی اس کو تحریر کرتے اور بولتے ہیں۔۔۔ ۔۔ دراصل یہ لفظ ایسا ہی ہے۔ جیسا کہ ہندستان میں ہندو لوگ "اوم" کو لکھتے اور بولتے ہیں۔ اگر چینیوں سے پوچھا جائے کہ یہ "اوہم" کیا چیز ہے اور کس کا نام ہے اور اس کا مطلب کیا ہے؟ تو وہ فوراً جواب دیں گے کہ یہ ایک بڑے عالی مقام لائق احترام رشی اور پیغمبر کے جانشین اور قائم مقام کا نام ہے۔ جس کے قبضہ و اختیار میں دونوں جہانوں اور زمین و آسمانوں کا انتظام و انصرام ہے۔ اگر ان سے دریافت کیا جائے کہ تم اس رشی اور پیغمبر کا نام کیوں نہیں لکھتے اور بولتے جس کا قائم مقام اور جانشین "اوم" ہے تو وہ کہتے ہیں کہ رشی اور پیغمبر اپنے تمام اختیارات چونکہ "اوہم" کو سونپ اور اپنے تختِ حکومت پر اسی کو بٹھا گیا ہے اور تمام دنیا کی مخلوق کو اسی کی پیروی کرنے اور اس کی فرمانبرداری میں

رہنے اور اس سے محبت لگانے کا حکم دے گیا ہے۔ اسی لئے ہم اس کا احترام کرتے ہیں۔ پھر اگر ان سے پوچھا جائے کہ تم تو بدھ مت کے پابند ہو۔ کیا بدھ کی تعلیمات میں بھی ایسا کوئی حکم ہے کہ "اوہم" پر اس قسم کا اعتقاد رکھا جائے اور اس کی اس قدر عزت و حرمت کی جائے۔ اس کے جواب میں چینی کہتے ہیں کہ مہاتما بدھ تو خود اس بہت بڑے رشی، پیغمبر اور اس کے جانشین و قائم مقام کے معتقد[1] اور مداح تھے۔ کیونکہ انھوں نے ایک مرتبہ سورج اور چاند پر ان دونوں کے نام لکھے ہوئے دیکھے تھے[2] اور خوابوں میں اور غیبی علم (الہامات) کے ذریعے بھی ان دونوں کی شان و فضیلت بتادی گئی تھی ــــ پس ان کے اعتقادات کی موجودگی میں مسیحیت کی تبلیغ ان پر کوئی خاص اثر نہیں کرتی۔ اگر وہ اس سے متاثر بھی ہو جائیں تو اپنے مذہب کو ترک کرنے پر آسانی سے رضامند نہیں ہوتے۔" (ماخوذ از ماہنامہ "ہولی کرائسٹ" واشنگٹن امریکہ بابت ماہ جولائی ۱۹۳۵ء جلد ۱۹ شمارہ ۷)

غور طلب امور

ناظرین کرام! ــــ آپ اہل تشیع ہیں یا اہل سنت۔ مگر آپ غور و تفحص سے ان

[1] ۔ نہ صرف معتقد اور مداح بلکہ بدھ جی اکثر اوقات جناب امیر المومنین علیؑ سے فریادیں بھی کرتے اور امداد طلب بھی ہوتے رہے ہیں۔ اور امیر علیہ السلام نے ان کی ڈھارس بھی بندھائی ہے۔ دستگیری کی اور بشارتیں دی ہیں۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ فرمائیے رسالہ "ایلیا" شائع کردہ ادارہ معارف اسلام لاہور۔ (گیلانی)

[2] ۔ بیارگان پر نفوس خمسہ مقدسہ کے اسمائے گرامی آجکل بھی کئی لوگوں بلکہ سائنسدانوں نے مرقوم دیکھے ہیں۔ ایسا کیوں؟ ہو جبکہ ارض و سما کی ہر شے ان کی محکوم ہے (محمود گیلانی)

افکار و آثار۔ حقائق و معارف پر غور فرمایئے۔ جو مسٹر ڈی ایچ ایکے ڈولف اور پادری جیکب آف امریکہ نے جاپانی اور چینی حضرات اور ان کے مسالک و معتقدات کی نسبت بیان کئے ہیں۔ کہ وہ بھی بھارت کے اہل ہنود کی طرح ایک "ادم یا آہوم یا اوہم" کو نہایت لائق تعظیم و تکریم سمجھتے ہیں اور ان کے نام کی پرستش کرتے ہیں۔

جاپانیوں کے ہاں جس بزرگ ترین اور عظیم المرتبہ رسولؐ و پیغمبر "مہ متا" کی عظمت و حرمت کو مانا جاتا ہے وہ لائق احترام و اکرام پیغمبر وہی ہے۔ جس کا اسم پاک ویدوں اور شاستروں میں "مہامت" اور "مہامتا" مرقوم ہے۔ یعنی جناب رسول آخر پیغمبر اعظم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ــــ اسی کا پرنس (شہزادہ ولیعہد) اور منسٹر (وزیر) ہے آدم۔ آہوم یا اوہم جو علی ابن ابی طالبؑ۔ سرکار محمدؐ کا نائب خلیفہ۔ وصی۔ جانشین۔ قائم مقام۔ وارثِ تختِ رسولؐ۔ حکمرانِ سلطنتِ احمدؐ۔ تاجدارِ حکومتِ محمدؐ۔ جاپانی اور چینی علماء نے اس کی تعریف و توصیف میں بیان کیا ہے کہ اس کے قبضہ میں سورج اور زمین ہے وہ سورج کو جہاں چاہے لے جا سکتا ہے[3] ڈبو سکتا اور چڑھا سکتا ہے۔ یہ اشارہ ہے علیؑ کے سورج پلٹانے کی طرف۔ حضرات! جناب یوشع ابن نون نے ڈوبتے ہوئے سورج کو عصر پر ٹھہرا کر دیا تھا۔ مگر محمدؐ کے نائب علیؑ مرتضی نے ڈوبے ہوئے سورج کو پلٹا کر عصر پر طلوع کر دیا۔ کسی رسول۔ کسی رشی۔ کسی منی۔ کسی مہاتما۔ کسی ولی۔ کسی غوث۔ کسی قطب کی زندگی میں ایسا واقعہ تلاش کیجئے۔ جس نے غروب شدہ آفتاب کو مغرب کی طرف سے طلوع کیا ہو ــــ یہ علیؑ کی شان ہے۔ علیؑ کی قوت ہے۔ علیؑ کی فضیلت ہے۔ علیؑ کی ہمت ہے۔ جس نے اپنے خالق و مالک۔ رب العالمین احکم الحاکمین کے حکم سے مہر درخشاں کو پلٹایا اور خورشید تاباں کو واپس بلایا۔ سبحان اللہ یاد کیجئے۔ کیا فرمایا تھا، اللہ کے خلیل ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام

[3] ۔ ہر کہ در آفاق گردد بوتراب ــــ باز گرداند ز مغرب آفتاب (علامہ اقبال)

نے نمرود مردود سے کہا :۔ "میرا خدا تو وہ ہے جو مشرق سے سورج نکالتا ہے۔ اگر تو کوئی طاقت وقدرت رکھتا ہے تو آفتاب کو مغرب سے چڑھا کر دکھا" اور اسی میں یہ لطیف اشارہ تھا کہ اولاد ابراہیمؑ میں ایک علیؑ ہوگا۔ سید الانبیاء کا سید الاوصیاء نبی آخر کا ولی جو مغرب سے سورج کو چڑھائے گا۔ اور اہلِ علم کو ورطۂ حیرت میں ڈالے گا[1] اور اسی لئے آج چینی اور جاپانی بھی۔ آدم۔ آہوم۔ اوہم یعنی "ادم" علیؑ مرتضیٰ۔ حیدر کرار کی فضیلت میں کہہ رہے ہیں کہ —— اس کے قبضہ میں سورج اور زمین ہے۔ وہ سورج کو جہاں چاہے لیجاسکتا ہے اور چڑھا سکتا ہے" —— نیز یہ بھی کہ —— "زمین اور اس کی کُل اشیاء اس کے قبضہ میں ہیں" سچ فرمایا قرآن حکیم نے کہ :۔ كُلَّ شَيْءٍ أَحْصَيْنَاهُ فِي إِمَامٍ مُبِينٍ ۔ اس فرمان الٰہی پر آج جاپانی اور چینی اقوام بھی بدھ مذہب رکھنے کے باوجود یہ اقرار کرتی ہیں۔ کہ ابو ترابؑ ہی زمین کا باپ ہے۔ دھرتی کا مالک ہے۔ ارض وسماء کا مختار ہے کل کائنات نظامِ عالم کی عنانِ حکومت دنیا و عقبیٰ کی باگ ڈور اس کے ہاتھ میں ہے۔ باذن اللہ تعالیٰ جل جلالہٗ۔

اسی ادم یعنی علیؑ نے خود فرمایا ہے :۔

"لوگو ! جب تک میں تمہارے درمیان ہوں۔ پوچھ لو مجھ سے جو کچھ پوچھنا ہے کہ میں زمین سے زیادہ آسمانوں کا علم جانتا ہوں[2]"

---

[1] ۔ توضیح وتشریح کے لئے خاکسار کی کتاب "تذکرہ خلیل" شائع کردہ ادارہ معارف اسلام رجسٹرڈ لاہور ملاحظہ فرمایئے۔

[2] ۔ جناب شیخین یعنی حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ اور ام المومنین عائشہ نے خود علی مرتضیٰ کے علوم ارضی وسماوی پر حاوی ہونے کا اقرار اور آپ کے ارشاد سلونی ماشئتہ کو تسلیم کیا ہے۔ جس کی تفصیل حنفی کتب متعددہ میں موجود ہے۔ (گیلانی)

اسی خیبر شکن — فاتح اعظم۔ مجاہد جلیل علیؑ کی تحمید وتمجید میں آج جاپانی وچینی رطب اللسان ہیں کہ —— "وہ قلعوں کو توڑنے والا اور جنگوں کو فتح کرنے والا ہے"۔ اسی کی شان میں یہ کہا جا رہا ہے کہ —— "وہ بڑے بڑے موذی ومہلک جانوروں پر حکم چلانے والا اور ان کو زیر کرنے والا ہے"۔ اسی کی تعریف میں یہ مداح سرائی کی جارہی ہے کہ —— "وہ بڑے بڑے سرکش اور شہ زور پہلوانوں کو چشم زدن میں ہلاک کرسکتا ہے"۔

غور فرمایئے ! کس نے عمر ابن عبدوُد کا تیا پانچا کیا۔ کس نے مرحب کو لتاڑا اور عنتر کو پچھاڑا۔ اور ان نامی گرامی پہلوانوں کو آن کی آن میں موت کے گھاٹ اتارا ؟ مغروروں منہ زوروں، متکبروں کو چیونٹی کی طرح مسل دینے والا علیؑ ہے۔ علیؑ ہے۔ یقیناً علیؑ ہے۔

علیؑ نے طفلی میں تو اژدر کو چیرا ہی تھا۔ مگر جرمنی کے مسیحی مذہب رکھنے والے مسٹر ایک ڈولف نے یہ عجیب انکشاف کردیا کہ جاپان کے قدیم ترین رسم الخط میں "آدم۔ ادہم" یعنی ادم کو عربی لفظ "حیدر" کی شکل میں لکھا جاتا تھا۔ اور اب بھی، جب بھی کوئی موذی سانپ اور مہلک اژدر لفظ "ادہم" یعنی اسم حیدرؑ کو دیکھ پاتا ہے۔ فوراً ہلاک ہوجاتا ہے اللہ اللہ !!

یہ کس قدر ایمان افروز۔ ایقان افزا اعجاز ہے، جناب امام عالی مقام امیر علیہ السلام کا کہ غیر مسلم ممالک میں اس قاتل اژدر کا نام مبارک لکھا ہوا دیکھ کر سانپوں اور اجگروں کی جان نکل جاتی ہے اور وہ "حیدرؑ" کے اسم اقدس کو دیکھتے ہی خوف سے ہلاک ہوجاتے ہیں اس ادم۔ علیؑ کی یہ کتنی عظیم کرامت ہے کیا ایسی معجز نمائیوں کو دیکھ کر منکرین شانِ امامت پھر بھی سر تسلیم خم نہ کریں گے ؟ فبای حدیث بعدہٗ یومنون[1]

---

[1] ۔ غور کیا جائے تو رسالت وامامت کی شان وفضیلت کے منکروں کا معاملہ ایسا ہی ہے۔ جیسا کہ قرآن نے کہا ہے :۔ لو انزلنا ھذا القرآن علیٰ جبل لرایتہ خاشعاً متصدعاً من خشیۃ اللہ۔

(باقی اگلے صفحہ پر)

لفظ 'اوم' کے متعلق ایک دلچسپ مکالمہ

اب چینی اور جاپانی "اوم" کا قصہ چھوڑئے کہ وہ تو مکمل ہو چکا۔ اب آپ پھر ذرا سنسکرت کے 'اوم' کی طرف آیئے تاکہ ہمارے بیان کو تقویت حاصل ہو۔ اور ہمارا یہ دعویٰ تکمیل کو پہنچے کہ علیؑ ہی "اوم" ہے۔ اور ــ اوم ہی علیؑ ہے۔

مدّت ہوئی جس زمانہ میں آریہ دھرم کے بانی اور لیڈر پنڈت دیانند زندہ تھے۔ اور انھوں نے اپنی کتاب "ستیارتھ پرکاش" ابھی تازہ تازہ ہی تصنیف اور شائع کر کے دنیا کے تمام اہل مذاہب کے دلوں میں عموماً اور اہل اسلام کے قلوب میں خصوصاً چرکے لگائے تھے۔ کیونکہ اس ناپسندیدہ تالیف میں اسلام، پیغمبرؐ اسلام، تعلیمات اسلام، قرآن، حدیث وغیرہ پر نہایت دل آزار اور سوقیانہ تنقید کی گئی تھی۔ ان ہی ایام کا ذکر ہے کہ پنڈت دیانند

پچھلے صفحہ کا بقیہ

"اگر ہم اس قرآن صامت کو کسی پہاڑ پر نازل کرتے تو وہ خوف خدا سے ٹوٹ کر پاش پاش ہو جاتا۔ یا عاجزی سے نرم ہو کر جھک جاتا۔" مگر انسانوں نے بیچارہ و درماندہ ہونے کے باوجود اس سے انکار کیا۔ اسی طرح اللہ پاک نے بندوں کی ہدایت کے لئے قرآن ناطق بولتی ہوئی کتاب۔ علیؑ کو مامور فرمایا خود اپنی زبان سے اس کی عظمت و حرمت اس کی شان و فضیلت بیان فرمائی۔ لیکن نادان و شیطان انسانوں نے اس کی بزرگی، اس کے شرف و مجد۔ اس کی علویت کو تسلیم نہ کیا۔ یہاں تک کہ بعض ناقبت اندیش مسلمانوں نے کلمہ گوئے رسولؐ ہو کر بھی اس کی مرتضویت اور اس کی مجتبائی کے سامنے سر نہ جھکایا سچ ہے ؎

علیؑ کی شان کو اللہ اور نبیؐ سمجھے
مگر یہ خاکی سے انسان نہیں کبھی سمجھے

(محمود گیلانی)

کے پاس ایک روز ان کا ایک خاص اور مشہور و معروف شاگرد مسمی شردھانند بیٹھا ہوا تھا۔ (جو بعد میں ان کا جانشین اور آریوں کے رہنما بنے) کہ ایک سناتن دھرم پرچارک لالہ مولچند ایم۔ اے ودیارتھی ان کے ساتھ بحث کرنے آئے اور رسمی گفتگو کے بعد انھوں نے بعض اختلافی مسائل سے متعلق مناظرانہ رنگ میں بات چیت شروع کر دی۔ اسی دوران ان دونوں کے درمیان لفظ "اوم" کے متعلق بھی مباحثہ عمل میں آیا۔ چنانچہ ان کے مکالمے کا وہ حصہ ذیل میں نذرِ ناظرین کیا جاتا ہے:

لالہ مولچند :ــ سوامی جی معاف کرنا آپ نے ہر بات میں کج بحثی سے کام لیا ہے۔ اور اصل موضوع کو چھوڑ کر فوراً دوسرا پینترا بدل لیا ہے اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جس آریہ دھرم کو آپ خالص "ویدانت" (توحید) کہہ رہے ہیں۔ وہ پرماتما اور اس کے رشیوں کی ودیا اور گیان (علم اور معرفت) سے بہت دور چلا گیا ہے۔ اور محض اوٹ پٹانگ باتوں پر اس کی بنیاد رکھی گئی ہے۔

---

[1] ۔ پھوٹ ڈالو اور حکومت کرو۔ یہ انگریز نابکار کا ایک مضبوط منصوبہ تھا۔ اپنی سلطنت کو مستحکم کرنے اور بغاوت کو دبانے کے لئے اسی منصوبہ کے تحت اس نے ہندوؤں میں پھوٹ ڈالنے کے لئے پنڈت دیانند کو منتخب کیا جنھوں نے آریہ دھرم ایجاد کر کے سناتنیوں کا ناک میں دم کر دیا اور اب تک ان کو آرام سے نہیں بیٹھنے دیا۔ اسی طرح مسلمانوں میں مرزا صاحب قادیانی کو چن کر خود ساختہ نبوت کی کرسی پر بٹھا دیا۔ اور اہل اسلام میں پھوٹ ڈالنے کے علاوہ ان کو کفر و ضلالت کے عمیق غار میں دھکیل دیا یہی وجہ ہے کہ اس غلامانہ ذہنیت کا زہر ہلاہل اب بھی مسلمانوں میں سرایت کرتا رہتا ہے۔ اور ایک فرقہ دوسرے فرقے سے الجھا رہتا ہے۔ چنانچہ یہ فرقہ وارانہ فسادات اور مناقشات انگریزی عہد ہی کی یادگار ہیں کاش! برادران ہند و پاک اس راز کو سمجھیں اور اتحاد کے رشتہ کو مضبوط کریں۔ (گیلانی)

پنڈت دیانند :۔ نہیں لالہ جی! یہ آپ کا وہم ہے۔ آپ نے کونسی بات ویدک دھرم کے خلاف سنی ہے۔ ہم تو بالکل ویدک تعلیم پر چلتے ہیں اور ایشور کے بنائے ہوئے اصولوں پر کاربند ہیں۔

لالہ مولچند :۔ سوامی جی! میں مثال کے طور پر آپ کا وہ مضمون پیش کرتا ہوں، جو حال ہی میں اخبار "آریہ گزٹ" دہلی میں چھپا ہے اور جس میں آپ نے "اوم" کے معنی کو خوب توڑ مروڑ کر لکھا اور ہندو جاتی کو خوب گمراہ کیا ہے۔

پنڈت دیانند :۔ میں نے تو اس میں یہی لکھا ہے کہ "اوم" کبھی پربھو مہاراج یعنی ہمارے دیالو، کرپالو ایشور پرماتما کا نام ہے۔ جسے بعض سناتنی ودوان کچھ اور سمجھتے ہیں۔

لالہ مولچند :۔ اگر آپ ویدوں اور شاستروں سے ثابت کر دیں کہ اوم بھی کوئی پرمیشور کا نام ہے تو منہ مانگا انعام حاصل کریں۔ سنئے! سوامی جی مہاراج ویدوں اور شاستروں میں "اوم" کی نسبت یہ لکھا ہے کہ یہ کسی ایسے پوتر اور پوجیہ دیوتا کا نام ہے، جو سنسار کے کسی آخری سمے میں جنم لے گا۔ اور وہ کسی بہت ہی بڑے مہارشی (پیغمبر اعظم) کا پردھان منتری (وزیر اعظم) اور راج مکھ (ولیعہد) ہوگا۔ سوامی جی! آپ یجر وید اور سام وید کو خاص طور پر پڑھئے۔ پراچین پستکوں کا مطالعہ کیجئے۔ رشیوں اور منیوں کا لکھا دیکھئے۔ آپ کو 'اوم' کے معنی پرماتما کسی بھی لکھت میں دکھائی نہ دیں گے۔

پنڈت دیانند :۔ مگر لالہ جی! شاید آپ نے کتاب "راج گیان" کو نہیں پڑھا اس میں تو کھلے طور پر لکھا ہے کہ "اوم" ایشور پرمیشور کا ہی ایک نام ہے۔

لالہ مولچند :۔ افسوس ہے سوامی جی! آپ اتنے بڑے ودوان اور ویدگیانی ہو کر یہ بھی نہیں جانتے کہ "راج گیان" کوئی ایسی پرانی پوتھی نہیں۔ جس پر وچار کیا جائے وہ تو ایک وسواس میں ڈالنے والی پستک ہے۔ اور صرف سولہویں صدی بکرمی کی تصنیف

جس کا مصنف ایک گھٹیہ درجہ کا بے یقین سادھو ہے۔ اس پر اور اس کی کتاب پر کیونکر یقین کیا جا سکتا ہے؟!

پنڈت دیانند :۔ (کھسیانا ہوکر) چلئے ـــ اگر یہ مان لیا جائے کہ "اوم" کو پرماتما نہیں۔ پرماتما کا پرتاپ (روشنی۔ نور) کہا جاتا ہے تو بھی اس میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ کیونکہ پربھو جی کے چمتکار ہر رنگ میں اپنا روپ دکھاتے ہیں۔

لالہ مولچند :۔ ہاں ہاں! سوامی جی! اب آئے ہیں آپ اصلی بات کی طرف۔ اب آپ مان جائیے کہ پرماتما نے اپنی جنتا (رعایا۔ مخلوق) کو یہ نویدن (خوشخبری) دی ہے کہ "اوم" ایک دیوتا ہے۔ جو ملک اربیا[1] میں جنم دھارن کرے گا۔ سنسار کے سب سے بڑے[2] شوالہ میں وہ اپنا روپ سروپ (جلوہ) دکھائے گا۔ وہ ناگوں یعنی سانپوں اژدھوں کو مارے گا۔ وہ دیوکوٹوں (وہ قلعے جو کسی سے فتح نہ ہو سکتے ہوں) کو گرا کر چکنا چور کر دے گا۔ اسی طرح اور بھی بہت سے گپت گن و (مخفی اوصاف۔ پوشیدہ فضائل) لکھے ہیں۔ سوامی جی! آپ بھی تو پڑھتے رہتے ہوں گے۔

پنڈت دیانند :۔ اچھا یوں ہی سہی مگر میں تو کہہ چکا ہوں۔ کہ "اوم" کو پرماتما کہو۔ یا

---

[1] رسول آخر اور امام اوّل کی نسبت جو بشارتیں ویدوں اور شاستروں میں مذکور ہیں۔ ان میں ملک عرب کو "اربا" "اربیا" اروبا وغیرہ کے نام سے موسوم کیا ہے جس کو انگریزی میں ارے بیا (ARABIA) لکھا جاتا ہے۔ (گیلانی)

[2] جناب امیر المومنین علی علیہ السلام کے مقام ولادت کو ہندو کتب مقدسہ میں کسی جگہ سب سے بڑا مندر لکھا ہے کسی جگہ سب سے پوتر استھان اور کسی جگہ سب سے بڑا شوالہ ان سب کا مطلب ایک ہی ہے یعنی کعبہ شریف۔ چنانچہ ایک شاستر کی پیشگوئی میں تو صاف طور پر لکھا ہے کہ مہرشی مہامت کا منتری کعبہ میں جنم دھارن کرے گا۔ (محمود گیلانی)

اُس کا چمتکار یا اس کا روپ سروپ۔ ہر حال میں وہ ہے تو پربھو ہی کا پرتو۔ اور . . . پرؔبھو ہر رنگ میں سنسار میں آسکتا ہے اور روپ دھار کر جگت کو پاپوں اور اوگنوں سے بچا سکتا ہے۔

لالہ مولچند :۔ ٹھیک ٹھیک ! یوں کہئے نا آپ۔ یہ تو درست فرما رہے ہیں۔ پرماتما کے پیارے اس کے رشی اسی کے روپ سروپ دکھلانے آتے ہیں۔ اسی کے چمتکار کو لے کر سنسار میں اترتے ہیں پرماتما کی دیا ہے۔ کہ آپ نے " اوم " کے اصلی مطلب کو سمجھ لیا۔ حالانکہ " اوم " کے ایک وصف۔ ایک گُن پر وچار کر کے آپ کو فوراً مان لینا چاہیئے تھا۔ کہ " اوم " کوئی بڑا دیوتا ہے۔

پنڈت دیانند :۔ کونسا گُن ؟

لالہ مولچند :۔ سوامی جی ! وہ " اوم " کا ایک ایسا گُن ہے جو بہت ہی اتم ہے اور ۔۔ حالانکہ وہ گُن ہم سناتنیوں کے خلاف اور آریوں کے موافق ہے۔ مگر پھر بھی ہم اس کو مانتے ہیں اور آپ انکار کرتے ہیں۔

پنڈت دیانند :۔ میں سنوں بھی سہی کہ " اوم " میں وہ کیا گُن ہے۔ جو بہت اُتم (افضل) ہے۔

لالہ مولچند :۔ وہ یہ ہے کہ ویدوں اور شاستروں کی لکھت کے مطابق ارباہیں جنم لینے والا " اوم " مورتیوں کا دوتی اور توڑنے والا[۱] ہوگا۔ اور وہ شوالے میں ایک مورتی بھی نہیں رہنے دے گا۔ سوامی جی ! یہ ہے " اوم " کا وہ گپت گُن۔ جو آپ آریوں کے موافق اور سناتن دھرم کے مخالف ہے۔ کیوں ؟۔۔ غلط کہہ رہا ہوں میں ؟!

---

[۱]۔ مولا علیؑ نے ہی دوش رسالت پر چڑھ کر کعبہ کے اندر اور باہر سے بُت نکالے اور توڑ کر پھینکے تھے یہ اسی کی طرف کنایہ ہے کہ وہ اصنام اور اوثان کا دشمن اور قاطع ہوگا۔۔ سبحان اللہ ! ایک بت پرست ہندو کی زبان سے کیا تعریف ہو رہی ہے۔ اسلام کے بُت شکن امام اوّل کی۔ (محمود گیلانی)

پنڈت دیانند :۔ " ٹھیک ہے لالہ جی آپ کی ودّیا واقعی ہم سے بڑی ہے اور آپ ویدوں کے بڑے گیانی ہیں "

یہ کہہ کر پنڈت دیانند اندر چلے گئے۔ اور پھر باہر نہ نکلے "

(ماخوذ از۔ سناتن دھرم پرچارک لاہور۔ بابت ۱۳ ار بیساکھ ۱۹۸۲ء)

قارئین محترم :

آپ ازراہِ تلطف مندرجہ بالا مکالمہ کے ایک ایک لفظ پر غور فرمائیے کہ ایک سناتن دھرمی ہندو بت پرست نے لفظ " اوم " کی تشریح و توضیح کرتے ہوئے کیسے حقائق سے کام لیا ہے۔ اور آریہ راہنما پنڈت دیانند کو کس طرح لاجواب کیا ہے۔

لالہ مولچند کی یہ حقیقت افروز گفتگو دراصل امیر المومنین جناب علی ابن ابی طالبؑ کی شان و عظمت کو واضح طور پر اجاگر کر رہی ہے اور مکالمہ میں ان کے الفاظ سورج کی تابانی کی طرح نمایاں کر رہے ہیں کہ " اوم " وہی عظیم و جلیل ہستی ہے۔ جو نائب رسول خلیفہ مقبول، وصی رسول، حیدر کرار، غیر فرار، داماد محمدؐ، برادر احمدؐ ہے اور جس کی آمد کی، جس کی تجلیات کی بشارتیں تمام مذاہب کی قدیم کتب میں مرقوم ہیں۔

بہر حال ۔۔ ہمیں علیم و حکیم کی حمد و ثناء میں مصروف رہنا چاہیئے کہ وہ جس طرح اپنے محبوب پاک شاہ لولاک محمدؐ مصطفےٰ، احمد مجتبےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے فضائل و شمائل کسی نہ کسی صورت میں فرماتا رہتا ہے۔ اسی طرح وہ اپنے ولی، اپنے محبوب جانشین محمدؐ امیر المومنین، امام المتقین، علی المرتضیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شانِ اقدس بھی اہل دنیا کو دکھاتا رہتا ہے ۔۔ اور ایسا کیوں نہ ہو جبکہ

عرش پہ ان کا ذکرِ خیر
فرش پہ ان کا ذکرِ پاک

ختم شد

اسلام

کیا تم نے پوری طرح سمجھ لیا ہے کہ اِسلام کیا ہے؟ یہ ایک ایسا دین ہے جس کی بُنیاد حق وصداقت پر رکھی گئی ہے۔ یہ علم کا ایک ایسا منبع ہے جس سے عقل و دانش کی متعدّد ندیاں پھوٹتی ہیں۔ یہ ایک ایسا چراغ ہے جس سے لاتعداد چراغ روشن ہوتے رہیں گے۔ یہ ایک ایسا بلند رہنما مینار ہے جو اللہ کی راہ کو روشن کرتا ہے۔ یہ اُصولوں اور اعتقادات کا ایک ایسا مجموعہ ہے، جو صداقت اور حقیقت کے ہر متلاشی کو اطمینان بخشتا ہے۔

اے لوگو! جان لو کہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کو اپنی برترین خوشنودی کی جانب ایک شاندار راستہ اور اپنی عبودیّت اور عبادت کا بلند ترین معیار قرار دیا ہے۔ اُس نے اِسے اعلیٰ احکام، بلند اُصولوں، محکم دلائل، ناقابلِ تردید تفوّق اور مسلّمہ دانش سے نوازا ہے۔

اب یہ تمھارا کام ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اِسے جو شان اور عظمت بخشی ہے اُسے قائم رکھو، اس پر خلوصِ دل سے عمل کرو اس کے مُعتقدات سے انصاف کرو، اس کے احکام اور فرامین کی صحیح طور پر تعمیل کرو اور اپنی زندگیوں میں اِسے اس کا مناسب مقام دو۔

امام علی علیہ السلام

عرض ناشر

حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام کی ذات گرامی وہ ذات ہے جو روز ازل سے ہی نور کی شکل میں پیغمبر اسلام حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دوش بہ دوش اور شانہ بہ شانہ رہ کر کرامات و معجزات کی حامل رہی، پھر لباس بشری زیب تن کرنے کے بعد حضورؐ ہی کی آغوش میں تربیت و پرورش پانے کے بعد غیر معمولی فضائل و کمالات کی مالک بنی۔ ایسی صورت میں اگر وہ اسلام کی عقلی مملکت کی تاجدار بنی یا اخلاق و حکمت کی دنیا میں اس نے دانش و عمل کے پائدار سکے چلائے تو حیرت و تعجب کی کیا بات ہے؟ حضرت علیؑ کی سرشت وطینت میں روحانی نشو ونما کے ساتھ ساتھ تمام عالم کی حکمتیں، مشکل کشائیاں اور معجز نمایاں سمٹ سمٹ کر جمع ہو گئی تھیں چنانچہ یہی وجہ تھی کہ آپ کی زبان معجز بیان سے جو الہامی کلمات نکلتے تھے ان سے حکمت و فلسفہ کے بے شمار چشمے جوش مارتے تھے۔

ہمارے اسلامی عقیدہ میں ''الہٰیاتی عظمت'' پیدا کرنے کے لیے حضرت علیؑ نے وجود خدا اور اس کے صفات کی نوعیت کے بارے میں جو خطبے ارشاد فرمائے ہیں ان کے روحانی وزن کے نیچے تمام سابقہ تعلیمات دبی

باسمہ ربہ

پیشِ لفظ

حضور مولائے کائنات امام شششجہات امیر المومنین امام المتقین علی ابن ابی طالب علیہما الصلوٰۃ والسلام کے فضائل ومحامد میں گناہگار کا ایک مضمون "اوم اور علی" کے زیرِ عنوان ماہنامہ "معارف اسلام" لاہور کی اشاعت ماہِ اکتوبر سنہ ۱۹۶۳ء میں شائع ہوا تھا۔ جس کو محبان امیر علیہ السلام نے پسندیدہ نگاہوں سے دیکھا اور تقاضا کیا کہ اس کو کتابی صورت میں منظر عام پر لایا جائے۔ چنانچہ شیدایان حیدر کرارؑ کے حسبِ فرمائش اب اس مضمون کو ایک کتابچہ کی شکل میں پیش کیا جارہا ہے۔

"ادم۔ اور۔ علیؑ" کا مضمون بہت مختصر تھا۔ خاکسار نے بسیار جستجو اور جاں فشاں تحقیق وتدقیق کے بعد اس میں بیش قیمت اور ایمان افروز مضامین کا اضافہ کیا ہے۔ جس سے اب یہ مضمون تشنۂ توضیح اور گرسنۂ تشریح نہیں رہا ہے اور جا بجا مفید حواشی سے اس کی افادیت اور بڑھ گئی ہے۔ توقع ہے کہ ناظرین کرام اس سے مستفید ہوں گے۔ اور گنہگار کی محنت کی داد دیں گے۔

ادارۂ معارف اسلام لاہور اکثر ہر ماہ اس قسم کے معلوماتی اور تحقیقی مضامین اپنے معروف آرگن "ماہنامہ "معارف اسلام" میں شائع کرتا رہتا ہے۔ اور اس نے مفید ترین کتابچوں کی اشاعت کا سلسلہ بھی جاری کر رکھا ہے۔ اگر مومنین کرام توجہ فرمائیں

ہوئی نظر آتی ہیں۔ حکمت عملی کے تمام اعلیٰ نظامات سر نیاز جھکائے ہوئے ہیں۔

اگر فکر و نظر کے پرستار اس حکیم اسلام کے اقوال وارشادات کی روشنی میں اس کی ذات اقدس کا جائزہ لیں تو ان پر یہ آشکار ہو سکتا ہے کہ اقلیمِ رسالت کے آخری تاجدار کا داماد کس اوج و منزلت کا انسان تھا۔

محقق عصر علامہ سید محمود گیلانی کے ذوقِ تحقیق نے انھیں خطوط پر گامزن ہو کر "اوم اور علیؑ" کے عنوان سے جو مقالہ تحریر فرمایا ہے وہ یقیناً موصوف کی جستجو آمیز فکر کا آئینہ اور تحقیقات کے خزانے میں ایک گراں قدر اضافہ ہے۔

ہمیں موصوف کے اس مقالہ کی تلاش مدت سے تھی بالآخر ہماری یہ کوشش بار آور ہوئی اور کتابی شکل میں یہ مقالہ دستیاب ہوگیا جسے ہم اپنے ادارے سے شائع کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں تاکہ ہمارے قارئین بھی اس گراں مایہ اور ایمان افروز تحقیق کے آئینہ میں حضرت علیؑ ایسی معجز نما ہستی کے اعجاز و کرامات کا مشاہدہ کر سکیں۔

یہ واضح رہے کہ ہمارے ادارے کا نصب العین اکابرین اسلام سے متعلق تحقیقی کتابوں کی اشاعت اور عوام کو خانوادۂ رسالت کی معجز نما اور طیب وطاہر شخصیتوں کی عظمتوں سے روشناس کرانا ہے۔

عباسؑ بک ایجنسی
درگاہ حضرت عباسؑ، رستم نگر، لکھنؤ

اور اس کی رکنیت قبول کرکے اس کو مضبوط و مستحکم بنائیں۔ تو وہ ایسے قیمتی مضامین زیادہ سے زیادہ تعداد میں شائع کرکے دینی اور ملی قرض ادا کرتا رہے گا۔ جس سے دوستدارانِ آل محمدؐ کی مذہبی معلومات میں اضافہ ہوتا رہے گا۔

بالآخر دُعا ہے کہ رب العالمین بہ تصدق آئمہؑ طاہرین ہمیں خدمت دین و ملت کی بیش از بیش توفیق عطا فرمائے۔ تاکہ ہم تعلیمات محمدؐ و اہلبیتؑ کو دنیا کے گوشے گوشے میں پھیلا سکیں۔

والسلام

خادم دین و ملت

محمود گیلانی

مدیر معاون ماہنامہ معارف اسلام لاہور۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اوم اور علی

بسم اللہ ——— اہل اسلام کسی کام کے آغاز کے وقت "بسم اللہ" لکھتے اور پڑھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اور پیغمبر حق جناب محمد مصطفیٰؐ نے ہر مسلمان کو تاکید فرمائی ہے کہ جب بھی کوئی کام شروع کیا جائے اس کی ابتدا بسم اللہ سے کی جائے۔ کہ یہ برکت و رحمت کے حصول کا بہت بڑا ذریعہ اور باعث فتح و کامرانی ہے۔[1]

ع

جو بسم اللہ پڑھ کر کام کا آغاز کرتا ہے

قدم چومے نہ کیوں فتح و ظفر ہر گام پر اسکے

اوم ॐ

لیکن ——— اہل ہنود، چاہے وہ کسی بھی فرقے یا گروہ سے تعلق رکھتے ہوں۔ کسی کام کی ابتدا میں 'اوم' کہتے اور لکھتے ہیں۔ یہ سنسکرت زبان کا ایک سہ حرفی لفظ ہے جو اہل ہنود میں بسم اللہ کی طرح تسمیہ کے طور پر تبریک و تقدیس کے لئے بولا و لکھا جاتا ہے اور ہندو عالمانِ مذہب کے قول کے مطابق لفظ 'اوم' خدا تعالیٰ کے انوار و تجلیات اور قدرت و قوت کا مظہر ہے۔[2]

---

[1] چنانچہ سرکار رسالت نے فرمایا جو شخص اللہ کا نام لئے بغیر یعنی بسم اللہ لیے بغیر کوئی کام شروع کرے گا تو اس میں کامیابی نہ ہوگی۔ اگر ہو بھی تو وہ خیر و برکت سے خالی ہوگا۔ (مجموعہ یمین)

[2] ودھرم آں گیان نے اپنی کتاب 'برھمو گیتی' میں لکھا ہے کہ ॐ ईश्वर की शक्ति है یعنی اوم کے معنی خدا کی قوت ہیں

عام ہندو حضرات 'اوم' کو خدا کے معنوں میں استعمال کرتے ہیں اور اس کو ایشور۔ پرمیشور۔ کرتار۔ بھگوان وغیرہ کے ہم معنی سمجھتے ہیں۔ مگر جہاں تک ہماری معلومات اور تحقیقات نے کام کیا ہے لفظ 'اوم' خدا کا نام نہیں ہے اور نہ یہ خدا کے مترادف ناموں میں ہے اور نہ ہی اس کو خدا کے نام کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے[1]

غالباً یہ بات حیرت سے سنی جائے گی کہ سنسکرت اور بھاشا اور اسی قبیل کی دوسری زبانوں میں خدائے تعالیٰ کے لئے کوئی" ذاتی نام" مخصوص نہیں ہے۔ جیسا کہ ہماری عربی زبان میں "اللہ" ذاتی نام تصور کیا جاتا ہے[2] مگر ان زبانوں میں خدا کے لئے جس قدر نام مختص کئے گئے ہیں۔ سب صفاتی ہیں اور 'اوم' تو صفاتی نام بھی نہیں ہے بلکہ اس کے معانی اور مطلب کچھ اور ہی ہیں۔ آپ سنسکرت زبان کی متعدد ڈکشنریاں ٹٹول ڈالئے۔ آپ کو 'اوم' کے معنی متضاد و مختلف نظر آئیں گے مثلاً: شانتی، شکتی، بہت بڑا بل، قدرت، قوت، مظہر قوت، مظہر قدرت، بڑی قوت، شان و شوکت، جبروت، عظمت، حشمت، اختیار، شاہی، شہنشاہی، حکومت، حکمت، سلطنت، برکت، تحریم، تقدیس، تبریک، تقدس، تبرک، بڑی صنعت، خلاقی، صناعی، دانائی، فہیدگی، عزت و اعزاز وغیرہ۔

اوم کے معنی

اور ــــ ان معانی کو پڑھ کر عقل چکرا جاتی ہے کہ ان میں سے کن معنوں کو درست سمجھا جائے؟ البتہ اس گورکھ دھندے کو اگر کچھ حل کیا ہے تو سنسکرت، انگلش ڈکشنری' مؤلفہ پنڈت ہر دیال ایم اے شاستری نے جس میں 'اوم' کے معنی یوں لکھے ہیں۔ OM, A holy word of Sanskrit language which is showing different meanings, but true meanings are the following:-

---

[1] ہندو علماء مذہب کو خود اس کا اعتراف ہے چنانچہ پنڈت گوری دت نے اوم کے تذکرہ میں تحریر کیا ہے۔ "پربھو یا پرماتما کے کارن اوم کو نہیں برتا جاتا ہم اس کو ایک پوتر نام جان کر لکھتے اور بولتے ہیں تاکہ ہمارے کام سدھ ہو جائیں۔" (رسالہ بھگتی لاہور بابت ماہ جولائی ۱۹۲۳ء مضمون بعنوان "رام و دیا" از پنڈت گوری دت بی۔ اے شاستری لدھیانوی۔

[2] بعض مسلمانوں کے نزدیک حقیقتاً "اللہ" بھی اسم ذات نہیں ہے۔

[3] سنسکرت اور ہندی میں خدا تعالیٰ کو آلھو अलह بھی کہتے ہیں جو دراصل اللہ یا الاہ کی ایک صورت ہے۔ (گیلانی)

(1) A hand of God, (2) A power of God, (3) A strength of Nature.

(The Sanskirt English dictionary by Pt. Har Dayal M.A. Shastri, Published by Mahatma Book Stall Hall Bazar, Amritsar, Printed in General Electric Press Amritsar 1907).

(ترجمہ: ۔ "اوم" یہ سنسکرت زبان کا ایک پاکیزہ لفظ ہے جو مختلف معانی کو ظاہر کرتا ہے لیکن اس کے حقیقی اور اصلی معنی حسب ذیل ہیں: ۔

۱۔ خدا کا ہاتھ ۲۔ خدا کی قوت ۳۔ فطرت کی طاقت[1]

لیکن۔ ڈاکٹر کے۔ سی۔ چکرورتی کی لغت میں اوم کے معنی یوں مرقوم ہیں

OM:- A powerful hand of God. A powerful light of God.

ترجمہ: ۔ "اوم" خدا کا ایک طاقتور ہاتھ، خدا کی ایک طاقتور روشنی۔[2]

A modern dictionaryof Sanskirt and English, edited by K.C. Chakrawarti M.A. Publisher, Narain Pustakalay, Delhi, Printed at the Eastern Public Press, Delhi, India, 1918.

اور مسٹر جگت لال فاضل سنسکرت نے "اوم" کے یہ معنی لکھے ہیں۔

OM: The strengthened hand of nature coaching the world, the father of earth, the face of God.

"A key of Sanskirt lock, Vol: II by Mr. J.K. Jagat Lall M.O.L. Published by L. Mool Chand & Sons Book Sellers Anarkali Lahore, Printed at the Kapur Art Press Lahore 1933

ترجمہ: ۔ "اوم" ۱۔ قدرت کا وہ قوت یافتہ ہاتھ، جو نظام عالم کو چلاتا ہے۔ ۲۔ زمین کا باپ ۳۔ خدا کا چہرہ

---

[1] ملاحظہ ہو سنسکرت انگلش ڈکشنری مصنفہ پنڈت ہر دیال ایم۔ اے شاستری۔ شائع کردہ مہاتما بک اسٹال ہال بازار امرتسر مطبوعہ جنرل الیکٹرک پریس امرتسر ۱۹۰۷ء۔

[2] نیز ملاحظہ ہو سنسکرت انگلش ڈکشنری مطبوعہ لندن مؤلفہ ار۔ ایچ والف فاضل السنہ شرقیہ ۱۲۔ منہ

محولہ بالا لغاتوں اور ڈکشنریوں کے مندرجہ معانی کے علاوہ سنسکرت اور ہندی کے ایک اور عالم، پنڈت وشواناتھ نے اپنی کتاب میں 'ادم' کے یہ معنی لکھے ہیں:-

ॐ प्रमात्मा की एक शक्ति जो धरती आकाश और सब मनुष्यों के काम चलाती है

تلفظ :- ' ادم' پرماتما کی ایک شکتی جو دھرتی، آکاش اور سب منشوں کے کام چلاتی ہے۔

نفظ ' ادم' کے مذکورہ معانی و مطالب کو غائر نگاہ سے دیکھا جائے۔ تو اس کا عقدہ ذیل کے معنی میں کھلتا ہے :- ۱- خدا کا ہاتھ . ۲- خدا کی قوت . ۳- قدرت کی طاقت - ۴- خدا کا ایک طاقتور ہاتھ . ۵- خدا کی ایک طاقتور روشنی . ۶- قدرت کا قوی اور زبردست ہاتھ - ۷ زمین کا باپ ۸- خدا کا چہرہ وغیرہ -

علاوہ بریں سنسکرت زبان کے نکتہ دانوں اور جید عالموں (ANALYSTS) نے نفظ ' ادم' کا تجزیہ بھی کیا ہے۔ ملاحظہ ہو:-

ادم کا تجزیہ

(الف) ایشورہ (ईश्वरह) یعنی خدا کی

(و) وراتنم (वरातनम) یعنی بہت بڑی

(م) مشاکتن (मशाकतन) یعنی لازوال قوت . (تفصیل کیلئے دیکھئے ۱)

سنسکرت کے ایک اور فاضل نے "ادم" کا تجزیہ یوں کیا ہے۔

(الف):- ایشورہ (خدا کا)

(و):- ورتان (زبردست) (م):- ماہت (ہاتھ)

۱؎ "سنسکرت گائیڈ" مصنفہ ایل۔ پریم چند دیارتھی شائع کردہ پریم پستکالیہ لدھیانہ مطبوعہ امبیکر پریس لدھیانہ ص ۲۰۳

اس سے یہ معلوم ہوا کہ " ادم" کے معنی از روئے تجزیہ یہ ہیں:-

۱۔ خدا کی بہت بڑی لازوال طاقت - ۲- خدا کا زبردست ہاتھ ۱؎ مندرجہ بالا تمام معانی و مطالب کی روشنی میں اب ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ خدا کا ہاتھ۔ خدا کی قوت . قدرت کی طاقت، خدا کا طاقتور ہاتھ - خدا کا زبردست ہاتھ کون ہے ؟ اور وہ کون عظیم الشان ہستی ہے جس کی فضیلت میں " ادم " کا نفظ وارد ہوا ہے . آئیے :- اس جلیل المرتبہ ہستی 'ادم' کے متعلق ایک واقعہ سن لیجئے، ہماری زبان سے نہیں ایک ہندو رشی کی زبان سے پھر خود بخود معلوم ہو جائے گا کہ وہ افضل و اعلیٰ ہستی کون ہے ؟

براہتھ رشی کی پیشگوئی

بہت پرانے زمانے کی بات ہے :- ولادت مسیح سے پانچسو پانچ ہزار برس پیشتر کی بات :- بھارت ورش میں ایک رشی جنگلوں اور پہاڑوں کی خوب سیاحت فرمایا کرتے تھے۔ نام نامی براتھ اور لقب "کلاشن" تھا۔ ان کو چاروں ویدوں اور چھیوں شاستروں پر نہ صرف عبور حاصل تھا۔ بلکہ وہ عالم باعمل تھے . بیابانوں اور کوہساروں میں آسن جما کر یوگ اور گیان دھیان

۱؎ :- لیکن کیدار ناتھ نشی ایم۔ اے سنسکرت نے مندرجہ بالا دونوں تجزیوں سے شدید اختلاف کیا ہے اور لکھا ہے کہ "ادم" کا پہلا حرف (ای ई) نہیں بلکہ (آ) अ ہے لہٰذا پہلے حرف 'ای' کی مناسبت سے اس کا تجزیہ ایشورہ درست نہیں اور (آ) کی نسبت سے اس کا اینالائسس یوں ہے :- (الف) آماکرہ आमाकरह یعنی آنے جانے کا راستہ (و) ودیا یعنی علم (م) مہتم یعنی دانائی و حکمت۔ اب خیال فرمائیے کہ آنے جانے کا راستہ کیا ہوتا ہے اور اسے کیا کہتے ہیں " دروازہ " جسے عربی میں "باب" کہا جاتا ہے۔ تو جناب کیدار ناتھ جی کی لغت کے مطابق "ادم" کے معنی ہوئے علم و حکمت کا دروازہ مقام غور ہے کہ وہ کون بزرگ ہستی ہے جو علم و حکمت کا دروازہ کہلاتی ہے ؟ - وہ ہستی حضرت علیؑ ابن ابی طالب کے سوا کوئی دوسری نہیں ہو سکتی جس کی شان میں خود زبان رسالت نے فرمایا:- انا مدینۃ العلم و علی بابھا میں حکمت اور دانائی کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہے۔ ہمارا دعویٰ ہے کہ علیؑ کے سوا علم و حکمت کا

(باقی اگلے صفحہ پر)

میں مصروف رہتے اور کبھی کبھی آبادیوں میں جاکر بھی دھرم کا پرچار کرتے تھے۔

ہمالیہ کے دامن میں ان دنوں ایک بہت بڑا قصبہ تھا۔ جو "نربیام" کے نام سے مشہور تھا۔ ایک روز براہتھ رشی اس قصبہ میں چلے گئے انھیں یہ دیکھ کر افسوس ہوا کہ وہاں کے لوگ خداشناسی اور نیکی بدی کی تمیز سے دور ہیں اور انسانیت کا جوہر ان میں مفقود ہے۔ رشی جی دو چار دن تو اپنی تپسیا اور پرارتھنا میں لگے رہے اور لوگ ان کے عجیب و غریب اعمال کو دیکھ کر حیران ہوتے رہے۔ آخر ایک دن انھوں نے ان لوگوں کی دعوت کی جب قصبہ کے تمام آدمی جمع ہو گئے تو انھوں نے اعلیٰ قسم کے پھلول اور دوسری نفیس ترین چیزوں سے ان کی تواضع کی۔ ان لوگوں نے ایسی چیزیں کبھی خواب میں بھی نہ دیکھی تھیں۔ اس لئے رشی جی کو وہ اور بھی حیرت سے دیکھنے لگے اور کہنے لگے یہ کوئی بڑی ہی پوتر اور پوجیہ یاد ہستی ہے۔ اب رشی براہتھ جو کچھ بھی ان سے کہتے، وہ لوگ ان کے حکم کی تعمیل کرتے اور ان کی باتوں پر خوب کان دھرتے۔

ایک دن رشی جی نے پھر سب کو جمع کیا اور قسم قسم کی لذیذ چیزیں کھلانے کے بعد کہا:

میرے دوستو:۔ میں اور تم، اور سب انسان ایک ہی خمیر سے پیدا ہوئے ہیں۔ ایشور مہاراج نے تمام آدمیوں کو ایک ہی طرح سے پیدا کیا۔ اور ان کی انسانیت میں کوئی فرق نہیں رکھا۔ البتہ ایک بات ضرور ہے کہ آدمی میں انسانیت کا ایک جوہر پایا جاتا ہے۔ اگر کوئی شخص اسے کام میں لاتا ہے تو بھگوان جی کا پیارا بن جاتا ہے اس

(پچھلے صفحہ کا بقیہ)
دروازہ نہ کسی کو کہا گیا اور نہ کسی نے کھلوایا اور نہ کوئی اس کا مدعی ہی بنا پس اس سے بھی روز روشن کی طرح ثابت ہوا کہ امام ہے کوئی اور نہیں تفصیل کے لئے کتاب "ہماری پراچین بولی" مصنف کیدار ناتھ دیکھئے۔ (گیلانی)

کے کرم سپھل ہوتے ہیں۔ اور وہ سنسار میں بھی عزت و آبرو پاتا ہے اور پرلوک (آخرت) میں بھی عزت و آبرو پاتا ہے اور اپنے نیئم دھرم (دین ایمان) میں مضبوط ہو جاتا ہے۔

میرے مترو! انسانیت کا خاصہ یہ ہے کہ وہ شریف بنے۔ پاکیزہ زندگی اختیار کرے عام لوگوں سے کیا اور خاص سے کیا؟ حسنِ سلوک، احسان نیکی، ہمدردی، شرافت اور خلق و محبت سے پیش آئے۔ بنی نوع انسان کی سیوا کرے۔ اس کے دکھ درد میں شریک رہے اور دکھیارے لوگوں کے دکھوں کو دور کرے۔

مگر اے میرے سجنوں! یہ باتیں انسان میں تب ہی پیدا ہو سکتی ہیں کہ وہ اپنے خالق اپنے مالک۔ اپنے پالنے والے کو مانے اور اس کے حکموں پر چلے اور اس کی مرضی کے کام کرے۔ اس کی عبادت بجالائے اور اس کو خوش رکھے۔ دیکھو میرے مترو! یہ تمکو آکاش اور دھرتی میں جو کچھ نظر آتا ہے۔ یہ سب ایشور بھگوان کی مہما ہے۔ اس کی قدرت ہے اس کی تجلیاں ہیں۔ وہ خود تو دکھائی نہیں[1] دیتا۔ پر اس کے جلوے ہر وہ انسان دیکھ سکتا ہے جو اس سے پریم کرتا ہے جو اس کی پریت کی آگ دل میں روشن کرتا ہے۔ پرمیشور جی کی چاہنا یہی ہے کہ اس کی پوجا پاٹھ میں ہر وقت انسان لگا رہے۔

جو انسان اس کی مرضی پر چلتے ہیں۔ اور پاپوں، اپرادھوں کو اپنے قریب نہیں آنے دیتے وہ نہ صرف دنیا میں سکھ پاتے ہیں بلکہ پرلوک میں بھی سورگ کی بہاریں لوٹتے ہیں۔

براہتھ رشی کے اس گیان بھرے اپدیش کو سب لوگ بڑی توجہ۔ مدھ اور پریم سے

---

[1] براہتھ رشی کے اس بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ قدیم زمانہ کے ہندو بھی اپنے دیوتاؤں کی تعلیم کے مطابق خدائے تعالیٰ کو غیر مجسم مانتے تھے اور اس کے جسم کے قائل نہ تھے لیکن بعد میں وہ اللہ تعالیٰ کو مجسم ماننے لگے۔ اور افسوس سے کہا جاتا ہے کہ زمانہ حال کے مسلمانوں کا ایک طبقہ بھی خدائے تعالیٰ کو مجسم تسلیم کرتا ہے۔ حالانکہ یہ بات تعلیمات سرکار محمدؐ و آلِ محمدؐ کے سراسر خلاف ہے اور انسان کو کفر تک پہنچا دیتی ہے۔ (گیلانی)

سُن رہے تھے اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ سب پر ایک مستی سی چھائی ہوئی ہے۔

اتنے میں لوگوں نے دیکھا کہ آسمان سے ایک نرالی قسم کی سبز اور سفید چیز چمک اٹھی ہے۔ جس نے سب کی آنکھیں چندھیادی ہیں اور یوں نظر آتا ہے کہ دنیا کی ہر چیز نابود و مفقود ہوگئی ہے۔ اور وہ حیرتناک چمک ہر شے پر غالب[1] آگئی ہے ـ لوگ تو اسے دیکھ کر تعجب اور خوف میں مبتلا ہوگئے۔ لیکن براہتھ رشی اس کے نظارے سے مسکرا رہے تھے ـ انھوں نے تھوڑے وقفہ کے بعد پھر اپنا سلسلۂ کلام جاری کیا اور لوگوں سے فرمایا:

لیکن اے میرے سجنو! ایک بات تمہیں بتادوں جو بڑی اہم بھی ہے اور حیرت انگیز بھی! ـــ اور وہ یہ ہے کہ جب تک اس کے پیاروں[2] سے محبت نہ لگائی جائے گی۔ جب تک ایشور پرماتما کے پریمیوں سے پریت نہ کی جائے گی اور ان کا کہنا نہ

---

[1] شری رام چندر جی نے اپنی ایک پیشنگوئی میں فرمایا ہے۔ "آخر زمانہ میں پرماتما کے جن نور دن کا ظہور ہوگا۔ ان کی روشنی اور چمک ہر زمانہ میں ایشور کے پیارے دیکھا کریں گے"۔ (رسالہ "ویدانت" دہلی بابت ماہ ستمبر ۱۹۲۸ء) اس پیشگوئی کی رو سے بہت ممکن ہے کہ براہتھ رشی جی نے محبوبان خدا نفوس بخیار ہی کی چمک دیکھی ہو۔ (گیلانی) حضرت موسیٰؑ نے کوہ طور پر بھی اس نور کی چمک دیکھی تھی۔ (ح)

[2] رشی جی موصوف کے اس ارشاد سے ثابت ہوا کہ لوگوں کو صرف اللہ کے پیاروں سے محبت رکھنے ان کے قول و عمل پر چلنے اور ان کی فرمانبرداری کرنے کا حکم ہے اور ان اکابر ادیان کی فضیلت اور شان و مرتبہ پہچاننے کی تاکید کی گئی ہے اس سے ان اہل اسلام کو سبق لینا چاہیئے جو خدا اور مذہب کے دوست و دشمن، معصوم و غیر معصوم میں تمیز نہیں کرتے اور سب کو ایک ہی صف میں کھڑا کر رہے ہیں۔ حالانکہ نبیؐ خود تاکید فرما گئے ہیں کہ جب تک اہلبیتِ رسولؐ سے محبت نہ رکھی جائے گی۔ کوئی عبادت دریافت نہ ہوگی۔ کاش! کلمہ گویان رسولؐ اس راز کو سمجھیں اور آلِ محمدؐ کے مراتب و فضائل کی معرفت حاصل کریں۔ (گیلانی)

مانا جائیگا۔ ان کی فرمانبرداری نہ کی جائے گی۔ اور ان کی شان اور فضیلت اور ان کے درجات کی پہچان نہ رکھی جائے گی۔ تب تک کوئی تپسیا اور کوئی پرارتھنا اور کوئی یوگ کسی کام کا نہیں۔ ان کی محبت اور اطاعت کے بغیر انسان کے کرم اور سارے تپ (اعمال و عبادت) اکارت جائیں گے"۔

سامعین میں سے بعض نے پوچھا ـــ رشی مہاراج! وہ پرماتما کے پیارے کون ہیں؟ کیا وہ مہرشی اور منی اور یوگی، جو گزر چکے ہیں؟ براہتھ نے کہا ـــ "ہاں وہ بھی ہیں جو گذر چکے ہیں۔ اور اپنی تعلیمات و فرمودات کو سنسار میں پھیلا چکے ہیں۔ ان سب کی فرمانبرداری کرنا۔ اور ان سے پریم رکھنا بھی فرض ہے ـــ مگر ـــ ان کے علاوہ کچھ اور بھی ہیں ان کا علم تم کو نہیں ہے۔ تمہیں کیا؟ بعض بڑے بڑوں کو ان کی خبر نہیں ہے۔ عام لوگ ان پاک ہستیوں کو نہیں جانتے! ـــ لو سنو!

"ایک بہت دور سمے میں جبکہ سنسار کا آخر ہونے والا ہوگا۔ اور وہ آخری زمانہ کہلائے گا۔ تو اس زمانہ میں ایک بہت بڑا مہاتما اور مہاراجوں کا مہاراج پیدا ہونے والا ہے۔ جو ہر پرکار اپنا چمتکار دکھائے گا۔ اس کے جنم پر آگ ٹھنڈی ہوجائے گی۔ بت اوندھے منہ گریں گے۔ درخت اور پتھر اور حیوان اس کو ماتھے ٹیکیں گے۔ اور ہر چیز اس کو نمسکار کرے گی۔ اس بڑے مہاراج کا پوتر نام "مُہامَتّا" ہوگا۔ جس کی انگلی چندرما کو دو ٹکڑے کرے گی[3] ـــ اور ـــ اس بڑے مہاراج کے ساتھ

---

[3] تعجب کی بات ہے کہ غیر مذاہب کی بشارت میں تو جناب رسالت مآبؐ کے ظہور کی تمام علامات مندرج ہیں۔ جیسا کہ مذکورہ پیشنگوئی میں مذکور ہیں۔ مگر موجودہ زمانہ کے مغرب پرست اور الحاد زدہ مسلمان نہ تو ان علامات کو مانتے ہیں نہ معجزات کو تسلیم کرتے ہیں۔ اور زیادہ سے زیادہ ان کو ایک "تخیل و تصور" سمجھتے ہیں۔ خدا ایسے مسلمانوں کو ہدایت بخشے جو اسلام کو ضعیف کر رہے ہیں۔ (گیلانی)

اس کا ایک مہاراج کمار بھی جنم لے گا۔ جو کہ پرماتما کے ایک پوتر استھان یعنی سنسار کے سب سے بڑے مندر میں پیدا ہوگا — وہ سرپ مارک ہوگا۔ یعنی سانپ کو مارنے والا، وہ ایشور کا ہاتھ کہلائے گا۔ وہ پرماتما کا مکھڑا (چہرہ) ہوگا۔ وہ بھگوان جی کی شکتی والا ہوگا۔ — اس کو دھرتی کا باپ کہیں گے — وہ سوریہ (سورج) کو پلٹا دے گا! — جس طرح پرمیشور کے بہت سے نام ہیں۔ جس طرح "مہامتا" کے بہت سے نام ہیں — اسی طرح — مہامتا کے اس راجکمار کے بھی بہت نام ہوں گے — اور ان میں ایک نام اس کا "ادم" بھی ہے۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو۔ رسالہ سرسوتی دہلی بابت ماہ مارچ سنہ ۱۹۲۶ء بحوالہ کتاب سورن شاکھا — نیز — "ترلوک پوتھی" مؤلفہ پنڈت ترلوک چند۔ شائع کردہ آریہ بک ڈپو آگرہ مطبوعہ آریہ سٹیم پریس آگرہ سنہ ۱۹۳۹ء۔

براہتھ کی پیشگوئی کا مطلب

مندرجہ بالا حقائق اور مذکورہ جلیل القدر پیشگوئی سے یہ صاف واضح ہوتا ہے کہ

لہ بہ۔ خدا کی شان دیکھئے کہ اہل ہنود اور دوسرے اہل مذاہب جن کی کتابوں میں رسول اور اہلبیت کی آمد کی پیشگوئی مرقوم ہیں۔ جناب امیرالمومنین علی کی کعبہ میں ولادت کو ایک بہت بڑی فضیلت سمجھتے ہیں۔ اسی طرح حضرت کے عہد طفلی میں اژدہا کو چیرنے کو بھی ایک عظیم ترین معجزہ اور کرامت مانتے ہیں۔ اور اس کا ذکر بار بار ان کی پیشگوئی میں آتا ہے۔ لیکن حیف اور صد حیف کہ رسول کا کلمہ پڑھنے والے اور بظاہر محمد و آل محمد سے محبت رکھنے والے مسلمان ایسے اعجاز و کرامات کو باعث تفضیل و تکرم نہیں سمجھتے۔ اور ان کو اتفاقی واقعات کہہ کر امیر علیہ السلام کی فضیلت سے انکار کرتے ہیں۔ حالانکہ یہ سب واقعات تاریخ و سیرت کی کتابوں میں مذکور ہیں اور غیر مسلم تک ان کو تسلیم کرتے ہیں۔ مگر مسلمان؟ ع۔

اپنی توہین ہے تفصیل میں ان کی پڑنا

(گیلانی)

ہندو رشی براہتھ جی نے "ادم" کی تشریح میں کسی بہت بڑی ہستی کی آمد کی خبر دی ہے — رشی جی موصوف اپنی بیان کردہ بشارت میں جہاں رسولِ آخر۔ سید الانبیا ختم المرسلین خیر الرسل حضور محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ظہور پُر نور کی اطلاع دیتے ہیں اور آپ کا اسم گرامی "مہامتا" ظاہر کر کے حضور کے فضائل و محامد بیان کرتے ہیں۔ وہاں حضور کے نائب و جانشین کا ذکر "راجکمار" یعنی ولی عہد کے لفظ سے فرماتے ہیں — ازبسکہ اہل ہنود کی قدیم دھارمک کتابوں میں جناب رسالت مآب کو راجوں کا مہاراجہ، بڑا مہاراج، سب سے بڑا مہاراج وغیرہ کہا گیا ہے۔ اور حضور کا اسم مبارک "مہامت۔ مہامتا" وغیرہ لکھا ہے، اس لئے مندرجہ پیشگوئی میں تو شک و شبہ کی گنجائش باقی نہیں رہی۔ کیونکہ اس کے ساتھ حضور ختمی مرتبت کے بعض مخصوص فضائل و محاسن بھی موجود ہیں۔ مثلاً — سرکارِ رسالت کے ظہور پُر نور پر ایران کے آتشکدے کا ٹھنڈا ہو جانا۔ اصنام و اوثان کا اوندھے منہ گرنا اور ٹوٹنا۔ حجر و شجر اور حیوانات کا حضور کو سجدہ کرنا اور حضور کے اشارۂ انگشت سے چاند کا شق ہونا وغیرہ — لیکن مذکورہ پیشگوئی کے دوسرے حصہ میں مہاراج مہامتا۔ یعنی شہنشاہ محمد کے "راجکمار" (ولیعہد) کے ظہور اور فضائل کا جو ذکر کیا گیا ہے وہ بھی وہم و گمان،

لہ بہ۔ جناب امیرالمومنین کو ہر پیشگوئی میں عام طور پر رسول اللہ کا "راجکمار" یعنی ولیعہد ہی ظاہر کیا گیا ہے۔ جس کا واضح مطلب یہ اور صرف یہ ہے کہ محمد رسول اللہ کے بعد آپ کے اصلی اور حقیقی وارث اور خلیفہ علی بن ابی طالب ہیں اور ان کے حق میں ہی رسول نے وصیت فرمائی۔ اسی طرح متعدد بشارات ہیں جناب نبی کریم کی شان و مرتبۂ فضیلت و منقبت وضاحت سے بیان کی گئی ہے۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو ماہنامہ معارف اسلام لاہور کی جلد ۸ بابت سال سنہ ۱۹۶۲ء نیز رسالہ موصوفہ کا رسول نمبر سنہ ۱۹۶۳ء بھی دیکھئے جس میں راقم نے متعدد پیشینگوئیاں درج کی ہیں۔ (گیلانی)